خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 125

Track 1

Time 39:09

شب برات کیا ہے ؟اور اس رات میں کیا ہو تا ہے اور اس کی فضلیت کیا ہے ؟

اعوذ با اللہ ...

بسم اللہ ...آج کی رات شب برات ہے اور اس را ت کی منا سبت سے اللہ تعالیٰ
نے قرآن پاک میں ارشاد فرما یا ہے رزق دیا جا تا ہے رزق سے مراد ہم لوگ رو
ٹی کپڑا مکام نہیں کہتے رزق سے مرا دامیر لوگ سمجھتے ہیں کہ بھئی کھانا کھا
لیا گو شت کھا لیا پا نی پی لیا لیکن رزق جب اللہ تعالیٰ فرما تے ہیں رزق سے
مراد یہ ہو تی ہے کہ اللہ تعالیٰ وسائل کا تذکرہ فرما تے ہیں کہ تواللہ تعالیٰ
وسائل تخلیق کر تا ہے تو آج کی رات وسائل کی تخلیق کی رات ہے اور وسائل
میں کھا نا پینا شا دی بیاہ اولاد عزت ذلت سب ہی کچھ چیزیں وسائل کے آجا تی
ہیں کارو بار ملا زمت صحت و تندروستی اب میری طبیعت کل سے بہت خراب
ہے میرا مطلب یہ ہے کہ آج کی رات ایسی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی
مخلوق میں وسائل تقسیم کرتا ہے اب یہ بات سمجھ میں نہیں آتی آج ہی کی
رات کیوں وسائل کی رات اللہ تعالیٰ نے کہی کہ وسائل تقسیم ہو تے ہیں وسائل
تو سارے سال ہی تقسیم ہو تے رہتے ہیں اب سال میں کتنے ہو تے ہیں تین سو
پیسنٹھ دن تین سو پیسنٹھ دن میں کو ئی دن ایسا نہیں ہو تا کہ جس دن اللہ
تعالیٰ کی طرف سے وسائل کی تقسیم نہ ہو تی ہو اصل میں یہ سمجھنے کی
بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے کائناتی ایک سسٹم ہے اس کا ئناتی نظام
پر جب غو رو فکر کرتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ بات آتی ہے کہ ہمارے نظام میں
کوئی بھی خلاء نہیں ہے کو ئی بھی نقس نہیں ہے مثلاً سورج لا کھوں کروڑوں
سال سے مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں ڈوب جا تا ہے تو لاکھوں کروڑوں
سال کی تعریف میں ایک دن بھی ایسا نہیں ہے کہ اگر سورج بجا ئے مشرق سے
نکلنے کے مغرب سے نکل آیا ہو۔سورج کا طلوع ہونا اور سورج کا غروب ہو نا
ہمیں اس بات کی نشا ندہی کر تا ہے کہ سورج جب غروب ہو جا تا ہے تو رات
ہو جا تی ہے اور سورج جب طلوع ہو تا ہے تو دن ہو جا تا ہے دن کے بارے میں
ہمارے یہ تصورات ہیں کہ انسان کے کا روبار کے لئے دن بنایا اللہ تعالیٰ نے
محنت کے لئے دن بنایا اور رات آرا م کے لئے نیند کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنا ئی لیکن
ساتھ ساتھ ہم جب رات اور دن کو قرآن کے نقطہ نظر سے سمجھ لیں تو یقین
کر تے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا نظام ہماری اس طرح سمجھ میں آتا ہے کہ نظام دو

طرح کام کررہے ہیں ایک رو حانی نظام ہے اور ایک ما دی نظام ہے جب بھی رو
حانی نظام کا تذکرہ آتا ہے تو اس میں رات کا تذکرہ ہے مثلاً شب برا ت لیلتہ
القدر مثلا ً شب برات لیلتہ القدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ رات
ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے اور اس میں ملائکہ اور فرشتے سلامتی کے
ساتھ زمین پر اوترتے ہیں اور لوگ ان کے لئے دعا کر تے ہیں اب یہ ہے کہ جو
لوگ اچھے لوگ ہو تے ہیں جن کے اندر روحانی تعلیم ہو تی ہے وہ ان فرشتوںکو
دیکھتے بھی ہیں ان فرشتوں سے مسافہ بھی کر تے ہیں فرشتے ان سے بات بھی
کر تے ہیں اب یہ فرشتے جو بات کر تے ہیں یہ عام رات کے بارے میں اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہر رات جو ہے یہ بات کر تے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لیلتہ القد ر
خیرمن ...کہ لیلتہ القدر جو ہزار مہینوں سے افضل ہے ہزار مہینے میں تیس دن
اور تیس رات تو ہے تو اگر رات کو ایک حواس شمار کر لیں اور دن کو ایک
حواس شمار کر لیں حالانکہ دن میں جو لاکھوں حواس کام کر جا تے ہیں اگر آپ
رات کو ایک ہی حواس مان لیں اور دن کو ایک ہی حواس تسلیم کر لیں تواس
کا مطلب ایک ہزار مہینے کا یہ ہو تا ہے تیس ہزار را تیں اور تیس ہزار دن یعنی
ایک مہینے میں ایک مہینے میں آدمی جتنا سفر کر تا ہے یعنی ایک رات میں جتنا
آدمی سفر کر تا ہے ایک رات اور دن میں تو لیلتہ القدر میں انسان ساٹھ ہزار تو
ساٹھ ہزار سفر کر تا ہے ساٹھ ہزار سے سفر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے اندر
جو شعور کام کر رہا ہے اتنا قوتا او ر بے شمار شعوراگر آپ کی سامنے ہلکے سا
کاغذ بھی رکھ دیا جا ئے شعور کہلا ئے گا اب لیلتہ القدر میں یہی شعور ساٹھ
ہزار گنا ہو گا ہاور وہ شعور ساٹھ ہزار گنا زیادہ ہو جاتا ہے توانسان کے اندر
وہ صلاحیت بیدار ہو جا تی ہے جو صلاحیت فرشتوں کو حضرت جبرا ئیل علیہ
السلام کو دیکھتی بھی ہے ان سے مسافہ بھی کر تی ہے سیدنا حضور علیہم
الصلوٰ ۃ والسلام کاجب معراج کا جب تذکر ہ آتا ہے تو وہاں بھی راتوں رات اپنے
بندوں کے لئے گیا مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر آپ
نے سارا معراج شریف کا قصہ بھی سنایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ گفتگو کر نااور اللہ تعالیٰ کو دیکھنا اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کر نااللہ
تعالیٰ کے بنا ئے ہو ئے فرشتے مو لا اعلیٰ سے مسافہ کرنا یہ ساری صلاحتیں رات
میںبیدار ہو تی ہیں دن میں نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور چا لیس را توں
میں پو را کر دیا وہاں بھی یہی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ موسیٰ سے
تیس دنوں کا وعدہ کیا اور چا لیس دنوں میں پو را کر دیا وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے
فرما یا جب اللہ تعالیٰ وسائل کی تقسیم کا ذکر فرما تے ہیں تب بھی رات کو
لیلتہ شب برات میں وسائل تقسیم کر تے ہیں علوم تقسیم کر تے ہیں تو اب
ہمارے سامنے ایک ظاہرے اعتبار سے ایک سسٹم نظر آتا ہے ظاہرے اعتبارسے جو
زندگی ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ ہم دو حواصوں میں زندگی گزارتے ہیں
ایک حواس وہ ہیں جو دن میں کا م کر تے ہیں اور ایک حواس وہ ہیں جو رات

میں کام کر تے ہیں تو اب ہم یوںکہہ گے دن کے حواس میں انسان شعوری
اعتبارسے پا بند ہو تا ہے ٹائم اسپیس میں بند ہو تا ہے اس کی جو صلاحیت ہے
وہ ایک گھنٹے میں تین دن کی لیکن اگر وہی انسان اگر رات کے شعور میں داخل
ہو جا ئے تو اس کی صلاحیت اتنی ہے کہ یہاں بیٹھ کر وہ تصور کر تا ہے اور
عرش اس کے سامنے آجا تا ہے یہ صلاحیتوں کا جب بھی تذکرہ آپ قرآن پاک میں
صلاحتوں میں پڑھیں گے حدیث شریف میں پڑھیںگے وہاں یہی تذکرہ ہو گا کہ
رات کواللہ تعالیٰ نے روحانی صلاحیتوں کی بیدار ہو نے کا رات کا جو نظام بنایا
ہے وہ یہ نظام ہے کہ رو حانی صلاحتیں بیدار ہو تی ہیں حضرت موسیٰ علیہ
السلام کا تذکرہ ہے وہ بھی رات کا حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کاکہ خواب کا
تذکرہ ہے وہ بھی رات کا ہے حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کی تلاش وہ بھی رد
کی تلاش با طن سے انفراد کر تی ہے جو رد کی تلاش کر تے ہیں وہ بھی با طن
تذکرہ ہے ہپہلے ستا رے دیکھئے پھر چا ند دیکھا رات گزر گئی حضرت یوسف علیہ
السلام کے قصے میں رات کو خواب دیکھا اپنے والد بزرگ سے کہتے ہیں میں نے را
ت خواب دیکھا ...عربی آیت ...تو مینے رات خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور چا
ندسورج مجھے سجدہ کر رہے ہیں یہ بھی خواب رات کے حواس میں انہوںنے
خواب دیکھا اور حضریقوب علیہ السلام نے فرما یا کہ جو تم نے خواب دیکھا ہے
اسی طرح ہو گا اور اللہ تعالیٰ تجھے عزیز کر ے گا اور مر تبے عطا فرما ئے گا اور
جو پیغمبری جو تھی یہاں بھی رات کا ہی تذکرہ ہے حضرت یقوب علیہ السلام
کا جب تذکرہ آتا ہے تو پو ری بائبل بھر ی ہے وہ بھی رات کا تذکرہ تو جب
روحانی سسٹم کا تذکرہ آئے گا تو وہاں را ت کا تذکرہ ہو گا اور جو رو حانی
سسٹم سے ہٹ کر دن کا تذکرہ آئے گا یعنی مادیت کا تذکرہ آئے گا ساتھیوں کا
تذکرہ آئے گا محدودیت کا تذکرہ آئے گا تو دن کا تذکرہ آئے گا دن میں ہر آدمی
محدودیت ہے ویسے بھی آپ تجر باتی طور پر دیکھ لیجئے دن میں آپ جب چلتے
ہیں پھر تے ہیں کام کر تے ہیںآپ محدودیت کے بغیر دن میں کو ئی کام کر ہی
نہیں سکتے گھنٹوں میں منٹومیں دنوں میں ہفتوں میں مہینوں میں بر حال آپ
محدودیت کے علاوہ دن میں سفر نہیں کر سکتے لیکن جب آپ رات کو سوجا تے
ہیں اب سونے کے بعدآپ خواب دیکھتے ہیں خواب میں کبھی آپ دیکھتے ہیں کہ
آسمان میں پرواز کر رہے ہیں کبھی آپ دیکھ رہے ہیں دا تا صاحب کے یہاں پہنچ
گئے کبھی آپ دیکھتے ہیں سیدنا حضور علیہم الصلوٰ ۃ والسلام کی زیارت سے
مشرف ہو گئے ہیںکبھی آپ کچھ دیکھتے ہیں کبھی آپ کچھ دیکھتے ہیں لیکن رات
کا جناب ٹائم اسپیس میں بند نہیں ہے بند کر دیکھنا ٹائم اسپیس کے بغیر تو اب یہ
بات سمجھ میں آگئی کہ اللہ تعالیٰ کے وہ معاملات جو روحانیت سے متعلق ہے
وہ سب کا سب رات ہے اور زندگی کے وہ معاملات جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے
دور کر تے ہیں وہ انسان کو محدود دا ئرے میں متعین کر تے ہیں وہ سب کے سب
دن کے حواس ہیں اب اللہ تعالیٰ فرما تے ہیں کہ اس رات میں میں وسائل
تقسیم کر تا ہوں،رزق تقسیم کرتا ہوںوسائل اللہ نے آپ کو بتا دئیے وسائل میں

سب چیزیں ہیں گا ڑی بھی ہے گھر بھی ہے شا دی بھی ہے بچے بھی ہیں والدین
بھی ہے کھا نا ،پینا، پہنا ،اوڑنا بچھونا گھر با ہر سفر دولت عزت، بے عزتی، غربت
امارت سب یہ رزق کے دا ئرے میں آتے ہیں وسائل کے دا ئرے میں آتے ہیں تو جب
اللہ تعالیٰ یہ فرما تے ہیں کہ اس رات میں میں وسائل یا روح تقسیم کر تا ہوں
تو اس طرف ہمیں توجہ کر نی ہے کہ اس رات کے بارے میں ہی کیوں اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کیوں کہ وسائل تو ہمیں ہر وقت ملتے رہتے ہیں اب ہوا
ہے ہوا بھی زندگی کا ایک وسیلہ ہے اب ہوا یہ کوئی رات ہی کو چلتی ہے دن
کو نہیں چلتی پا نی ہے پا نی بھی زندگی کے لئے وسیلہ ہے اب یہ نہیں کہہ
سکتے کہ پا نی رات کو ہو تا ہے دن کو نہیں ہو تا ہ اسی صورت سے ہمارا چلنا
ہمارا پھر نا ہمارا سانس آنا جسم کے اندر دوران خو ن جسم کے اندر جتنے اعضاء
ہیں ان کا متحرک ہو نا یہ رات دن میں مقرر نہیں ہے یہ رات کو بھی اسی
طرح چلتے ہیں دن کو بھی اسی طرح چلتے ہیں لیکن اگر وسائل موجود نہ ہو
تودنیامیں آپ نہ دن میں حرکت کر سکتے ہیں نہ رات میں حرکت کر سکتے
ہیںوسائل ہو نگے تو آپ دن میں حر کت کر یں گے اور وسائل ہو نگے تو آپ رات
میں حر کت کر یں گے ہتو پھر اللہ تعالیٰ کا جو سسٹم ہے یعنی مادی دنیا کو
چلانے کے لئے جو سسٹم اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اس کا تعلق رات کے حواس سے ہے
وسائل رات کو اللہ تعالیٰ وسائل رات کے جو تقسیم کر تے ہیں اس سے دن
کاتعلق ہے اور اسی کا تعلق جو ہے ہماری تمام اب رو حانی نقطہ نظر سے
نوافلین میں جو لکھا ہے قرآن پاک میں اور آپ کو تصوف کی کتا بوں میںبھی ملے
گا تو یہ میں نے قلندر بابا اولیاء وہ یہ ہے کہ دنیا کا جونظام وہ پو را کا پو
راآسمانی نظام کا چر بہ ہے یہاں کچھ ہو تا ہی نہیں ہے جب تک کہ آسمانی
نظام نہ ہو اب مثلاً میں اینٹ ہلا رہا ہوں میں یہ اینٹ اس وقت تک نہیں ہلا
سکتا جب تک کہ آسمانوں میں یا لوح محفوظ میں یا اورویسے بھی آپ یہ دیکھیں
کہ ہر انسان اس بات کا تجر بہ رکھتا ہے کہ زندگی کا کو ئی عمل اس وقت تک
ممکن نہیں ہے جب تک اس عمل کے بارے میں آپ کے دماغ میں خیال کے بارے
میںنہ ہو خیال کے بارے میں کسی کو پتا نہیں کہاں سے آتا ہے خیال کے بارے میں
یہ علم ہے ہی نہیں کہاں سے آتا ہیء ہمیں تو یہ بھی علم نہیں ہے کہ خیال
ہے کیا خیال آیا مر کزی مراقبہ ہال چلو ہاں چلو خیال آیا گھر چلنا چا ہئے آپ
گھر کی طرف راوانہ ہو گئے گھر میں بیٹھے ہو ئے ہیں باہر نکلنے کا خیال ہی نہ
آئے آپ اتنے سارے لوگ بیٹھے ہو ئے ہیآپ بتا ئیے کو ئی آدمی گھر سے با ہر نکل
سکتا ہے بھئی گھر میںبیٹھے ہو ئے ہیں ایک ہفتے تک آپ کو یہ خیال نہ آئے کہ
دروازے سے با ہر جا ناہے کیا آپ دروازے سے با ہر نکل سکتے ہیں ایک ہفتے تک
آپ کو یہ خیال نہ آئے کہ رو ٹی کھا نی ہے تو کیا آپ رو ٹی کھا سکتے ہیں چا ر
دن تک آپ کو یہ خیال ہی نہ آئے کہ سو نا ہے کیا آپ سو سکتے ہیں سونے کے
بعد آپ کو یہ خیال نہ آئے کہ بیدار ہو کہ چا ر پا ئی سے اٹھنا ہے تو کیا آپ چا ر پا
ئی سے اٹھ سکتے ہیں آپ کو شا دی کا خیال نہ آئے تو کیا شادی بغیر خیال کے ہو

جا ئے گی آپ کو اولاد کا خیال نہ آئے تو آپ کیا اولاد ہو جا ئے گی ۔جتنا بھی آپ
اپنی زندگی کے بارے میں جتنا بھی اسپیس میں چلے جا ئیں آپ کے سامنے ایک ہی
جواب ہو گا تو انسان کا کو ئی عمل کو ئی فر د کو ئی سائنس کو ئی جذبہ کو
ئی تقاضہ خیالات کے بغیر نہیںہو سکتا صبح کو آپ اٹھیں دفتر جا نے کا خیال ہے
دفتر چلے جا ئیں گے دفتر جا نے کا خیال نہیںہے آپ جا ئیں گے ہی نہیں اب
تسلسل اتنا زیادہ ہے اب آپ سوچ رہے ہیں یہ ہم کر رہے ہیں لیکن وہی آپ
وہی بات ہے آپ کو اگر خیال نہ آئے آپ کیا کر یں گے اب خیال جہاں سے آرہا ہے
وہ کہاں سے آرہا ہے وہ بہت بڑی بات ہے لیکن مختصر بات یہ ہے کہ خیال اب
وہ آپ کو خیال دے رہی ہے کہ تم زندہ ہو یا آپ کو خیال دے رہی ہے تم زندہ
ہو یا تم کو خیال کر رہی ہے یہ تمہا ری آواز ہے یا آپ کو خیال منتقل کر رہی
ہے یہ تمہا ری رو ح ہے روح کو خیال منتقل کر رہی ہے یہ تمہا را شوہر ہے
اگر جسم انسانی سے رو ح اپنا رشتہ منتقع کر لے تو اس کے بعد کی کیا پو زیشن
ہو گی کیابیوی آپ کی بیوی ہے کیا شو ہر آپ کا شو ہر ہے بچے آپ کے بچے ہیں
کیا آپ پا نی کا ایک گھونٹ پی سکتے ہیں آپ کو سردی لگ سکتی ہے گر می لگ
سکتی ہے آپ کا پو سٹ ماٹم کر کے آپ کی ہر چیز نکال لی جا ئے اور آپ
احتجاج نہیں کر تے بھئی اگر آپ کا جسم ہی سب کچھ ہے یعنی اس کا امطلب
ہے رو ح جو ہے وہ اصل چیز ہے اورروح کے ذریعے آپ کو خیالا ت منتقل ہو رہے
ہیروح ہے تو خیا لا ت ہیں روح نہیں ہے تو خیالات نہیں ہے روح ہے تو آپ زندہ
ہیں روح نہیں ہے تو آپ زندہ نہیں ہے روح ہے توآپ کے اندر حر کت ہے رو ح
نہیں ہے تو آپ زندہ حرکت نہیں ہے اب جب خیال کے بغیر آپ کی زندگی کا کو
ئی عمل ہو تا ہی نہیں ہے تو آپ خیال کے علاوہ کیا ہو ئے ؟اب خیال کہاں سے
آتا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ خیال روح کو کہاں سے ہو تا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے
بیان کر دہ قانون کے تحت قرآن شریف میں بھی خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
روح کو خیال لوح محفوظ سے منتقل ہو تا ہے اب اس کا مطلب یہ ہے کہ جو
خود لوح محفوظ میں ہیں وہی دنیا میں ہے اور جو لوح محفوظ میں نہیں ہے
قرآن کے ارشاد کے مطا بق پیغمبرونکے فرمان کے بس یہ بات طے پا گئی ہے
مطا بق کے جہاں لوح محفو ظ کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے جو چیز لو ح محفوظ
میں ہے وہ دنیا میں ہے اور جو چیز لو ح محفوظ میں نہیں ہے وہ دنیا میں نہیں
ہے اب اس سے یہ پتا چلا لوح محفوظ ایک ایسا دا ئرہ عمل ہے ایک ایسا طریقہ
کار ہے یا ایک ایسا اللہ تعالیٰ کاہیڈ آفس ہے جب تک وہاں منظوری نہ ہو جا ئے
جب تک لوح محفوظ پر عمل درا مت نہ ہو جا ئے یہاں کو ئی عمل نہیں ہو
سکتااب اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک سسٹم ہے اور ایک نظام ہے
اور وہ نظام وابسطہ ہے لو ح محفوظ سے لوح محفوظ سے کچھ ہو گا تو وہ
یہاں ہو گا مثلاً لو ح محفوظ میں خیال آئے گا رو ح میں یہ بھی آپ کا خیال ہے
جسم میں اب اگر روح نکل جا ئے تب بھی جسم بے قرارہے اگر رو ح کو لوح
محفوظ سے خیال نہ آئے تب بھی آپ کے جسم پر کو ئی خیال وارد نہیں ہو گا تو

اب یہ طے ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کا نظام ہے ایک سسٹم ہے اور جو لو ح محفوظ
کا نظام ہے سسٹم ہے پو راکا پو را سر برا ہ پو را کا پو را وعمل اس زمین پر
ہے اب زمین میں آپ دیکھتے ہیں یہاں آفس ہیںزمین میں آپ دیکھتے ہیں یہاں
کا رو بار ہے فیکٹریا ں لگی ہو ئی ہیںانسان پیدا ہو رہے ہیں جوان ہو رہے ہیں
بو ڑھے ہو رہے ہیں پیدا ہو رہے ہیں پھر مررہے ہیں پھر جوا ن ہو رہے ہیں یہ
سب کیا ہے یہ لوح محفوظ کے علاوہ کچھ نہیں ہے سب کچھ لوح محفو ظ سے
ہے تو وسائل کی جب تقسیم ہو گی تو پہلے لوح محفوظ پر عمل درا مت ہو ہو
گا پھر اس دنیا میں وسائل بھی تقسیم ہو نگے اور لو ح محفوظ رات کے حواس کا
نام ہے لوح محفوظ دن کے حواس کا نام نہیں ہے لوح محفوظ ایک تختی ہے
جہاں اللہ تعالیٰ نے سارا کا ئناتی نظام فیٹ کر دیاہے کمپیوٹر ایسا کمپیوٹر جس
میں پو را نظام اللہ تعالیٰ نے تقسیم کر دیا ان کمپیوٹر کو چلا نے والے لوگ کو ن
ہیں کمپیوٹر کو چلا نے والے لوگ بھی تو ہو نے چا ہئے اس کمپیوٹر کو چلا نے والے
لو گ انسان ہیں اور یہ بات قرآن سے ثابت ہے ...عربی آیت ...اللہ تعالیٰ نے
فرشتوں سے کہا میں زمین میں اپنا نا ئب اور خلیفہ بنا نے والا ہوں نا ئب اور خلا
فت کا مطلب ہی یہ ہے کہ ایسی تخلیق کر رہا ہوں جو میرے اختیارات کو
استعمال کر ے خلییفہ کا مطلب نا ئب کا مطلب جیسے نا ئب صدر نائب وزیر
اعظم مقصد وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا ہے کہ میں نے آدم کو
زمین میں اپنی نیا بت اور خلا فت کے اختیا رات منتقل کر دئیے اور وہ نیا بت ا ور
خلا فت کے اختیارات منتقل کر نے کے بعد فرشتوں سے آدم کی حاکمیت قبول کر
نے کا عہد بھی لے لیا یعنی آدم کو جب فرشتوںنے سجدہ کیا تو اس کا مطلب یہ
نہیں ہے کہ آدم کو فرشتوں نے خدا مان لیا رب ما ن لیا رب مان لیا اس کا
مطلب یہ ہے کہ آدم کی حاکمیت کو بحیثیت محکوم ہونے کے فرشتوں نے قبول
کر لیا اب دو باتیں آپ کے سامنے ہے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو نظام ہے وہ
سا را کا سارا لو ح محفو ظ پر متحرک ہے اس نظام کو چلا نے والے انسان ہیں
اور ان انسانوں کے آگے عمل درا مت کرنے والے کون ہیں جب آدم کوفرشتوں نے
سجدہ کر لیا توآدم حا کم ہو گیا فرشتے محکوم ہوگئے تو یہ تکمیلی نظام کہلا تا
ہے قرآن میں بھی ایک نظام تو یہ ہے کہ جو دنیا میں نظام قائم ہے ایک نظام وہ
ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندے لوح محفوظ پر چلا تے ہیں یا لوح محفو ظ کے نظام کو
چلا نے کے پو رے پو رے اختیارا ت اللہ تعا لیٰ نے ان بندوں کو عطاکئے ہیں توکا
ئناتی جو نظام ہے اس نظام میں دنیا وی نظام کی طرح تیس سال کا پرو گرام
ہے چا ہے بچہ ایک دن میں مر جا ئے بھئی آج پیداہوا آج ہی مر جا ئے بس اس کا
جو پرو گرام ہے وہ تیس سال کا بنتا ہے اگر کو ئی ساٹھ سال کا کہے اس کا بھی
تیس سال کا بنتا ہے بس بنے گا تیس سال کایعنی پرو گرام تیس سال کا ہی بنے
گا چا ہے وہ وہ دس سال کا ہو کر مر جا ئے پندرہ سال کا ہو کر مر جا ئے سو
سا ل کا ہو کر مر جا ئے اگر وہ سو سال کا ہو کر مر گیاتو اس کے چا رپرو
گرام ہو جا ئیں گے اس کو وئیڈپ کر دیں گے لیکن تیس سال کا پرو گرام وہ تیس

سال کا پرو گرام پھر دس سال میں تقسیم ہو تا ہے دس سال کے بعد پا نچ سال
میاور پا نچ سال کے بعد ہر سال اس پروگرام تجزیہ ہو تا ہے تو یہ شب برات کا
پرو گرام یہ ہے کہ ہر اس بندے کا سالانہ پرو گرام تجدید ہو گا جو اس دنیا میں
موجود نہیں ہیں اور یہ سا را جو سسٹم ہے یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ہا تھ
انسانوں کے ہا تھ میں ہے سب کاسب تو یہ شب برا ت آج میں دیا یعنی
کی جو رات ہے اس میں سالانہ پرو گرام کس کو کتنا دینا ہے کس کوک کتنا لینا
ہے کس کو عزت ملنی ہے کس کو اللہ تعالیٰ بہ زماں میں رکھے ذلت ملنی ہے
کون غریب ہو نا ہے کون امیر ہو نا ہے کس نے پیدا ہو نا ہے کس نے مر نا ہے
کون سعید ہے کون بر بخت ہے یہ سب آج کی رات میں فیصلہ ہو جا ئے گا ہاچھا
اب یہ فیصلہ کس طرح ہو نا ہے یہ بات سمجھنے کی ہے اب آپ نے کہا فیصلہ
ہو تا ہے فیصلے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہے کہ بھئی اللہ
کے لئے جو آدمی خلوص نیت ساری عمر اللہ کے لئے ایک رو پیہ دے گا تو ایک رو
پیہ دینے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اس کودس رو پے دس رو پے
نہیں دس گنادنیا میں ملے گا اور ستر گنا آخرت میں ملے گا لیکن اگر اس نے اللہ
کے لئے ایک رو پیہ خرچ کر نا ضروری تھا اور اس نے ایک رو پیہ خرچ نہیں کیا تو
دس گنا دنیا سے کا ٹ کر ستر گنا آخرت سے یپ دینا دینا یا دینا لینا جو کچھ ہے دو
نوں ساتھ ساتھ ہو تا رہتا ہے اب اس کی مثال حضور قلندربابااولیا ء نے یہ فرما
ئی جیسے میں آپ کے گھر گیا اب میرے ذہن میں یہ بات آئی میں آپ کے گھر آیا
ہوںآپ مجھے چا ئے پیلا ئیں گیعزت سے بیٹھا ئیں گے چا ئے پیلا ئیں گے پا نی پیلا ئیں
گے میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ آپ میرے اوپر ایک رو پیہ خرچ کر یں گے آپ نے
ایک رو پیہ خرچ نہیں کیا نہ مجھے گھر میں بیٹھا یا نہ مجھے پا نی کا پو چھا نہ
مجھے چا ئے پلا ئی میں آپ کے گھر سے آگیا آپ نے کچھ نہیں کیا اب یہ دیکھئے
کچھ نہیں ہوا اب حساب کتاب کچھ نہیں ہے اب آپ میرے گھر آگئے جب آپ
میرے گھر آگئے اگر میں نے آپ کے اوپر ایک رو پیہ خرچ نہیں کیا تو میرے خاتے میں
سے دس نیکیاں دنیا میں سے تو ختم ستر گنا نہ فرمان کیوں اس لئے کہ میں نے
آپ کے ساتھ ایک رو پیہ خرچ کرنے کی توقع وابستہ رکھی آپ نے تو توقع نہیں کی
تھی وہ آئے گا تو میں ایک رو پے کی چا ئے پلا ئونگا میں نے کر لی تو اس طرح
سارے سال کا حساب ہو تا ہے سارے سال کاحساب ہو تا ہے کہ آپ نے کتنا اللہ
کے لئے خرچ کیا کتنا آپ ن ہ اللہ کے نام پر تو خرچ کیا لیکن وہ اللہ کا نام ہی نام
تھا اس میں دیکھاوا تھا تو اس دیکھا وہ کے وتنے ہی وسائل آپ کے کٹ گئے اس
لئے آپ کے پیسے بھی کٹ جا ئیں گے اس میں آپ کی صحت بھی کٹ جا ئے گی
اس میں آپ کی عزت بھی کٹ جا ئے گی ہر وہ چیز کٹ جا ئے گی جس کے آپ
مستحق ہو سکتے ہیں اگر آپ نے اللہ کے لئے اس مے دیکھا وا نہیں ہے تو آپ کے
حساب میں دس گنا یہا ں اضافہ ہو جا ئے گا اور ستر گنا وہاں اضا فہ ہو جا ئے
گا ہآج کی رات میں یہ سارا کا سارا حساب کتاب خطے بن کے چلے جا تے ہیں اور
یہ اللہ کے بندھے نیک بندے جو اللہ تعالیٰ نے اپنا نا ئب اور خلیفہ کہا وہ اس کو

دستخط کر تے ہیں پاس کر تے ہیں اب یہ دیکھئے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اربوں
کھر بوں سنکھوں مخلوق اس مخلوق میں آپ یہ نہیں سمجھیں کہ یہ انسان کا
ہی سارا حساب کتاب ہو تا ہے چیونٹی کابھی ہو تا ہے مچھر کا بھی ہو تا ہے
مکھی کا بھی ہوتا ہے پر ندے کا بھی ہو تا ہے چرندے درندے یعنی زمین میں جو
بھی کچھ ہےسب کا ہو تا ہے اور سب کے لئے اللہ تعالیٰ وسائل قائم کر دیتے ہیں
اس کو اتنا کھا نے کو ملے گا اس کو اتنا پہننے کو ملے گا اس کو نہیںملے گااس
کوملے گا لیکن ایک بات کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ...عربی آیت کے رو زی جس
نقصانیت دینے کی چیز ہے کھا نا پینا پہنا گھر یہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ میںنے اپنے
اوپر لے لیا ہے تو یہ آدمی کو یہ فقیر ہو سخی ہو کو ئی بھی ہو میں اسے دیتا
ہوں لیکن اب یہ ہے نہ کہ آپ کو روٹی ملتی رہے کھا نے کو کپڑے ملتے رہے پہننے
کو آٹھ دس فٹ کا کمرہ مل جا ئے رہنے کو اب یہ بھی تو وسائل ہی ہیں روکھی
سو کھی مل جا ئے چٹنی سے اب یہ بھی وسائل ہیں آپ کابہت اچھا گھر ہو بڑا
سارابہت سارے کمرے ہوں اس میں آسائش و آرام کا سارا سامان ہو آپ کے
دستر خوان پر دس بیس آدمی کھا نا کھا ئیں آپ کے پاس اچھی گاڑی ہو آپ کے
پاس بہترین لباس ہو تو گزراے تو دنوںکا ہو رہا ہے جس کے پاس ایک کو ٹری ہے
اس کا بھی گزارہ ہو رہا ہے جس کے پاس دو جو ڑے کپڑے ہیں اس کا بھی گزارہ
ہو رہا ہے جس کے پاس اس کا بھی گزارہ ہو رہا ہے تو یہ جو درجہ بندی ہے
اس درجہ بندی کا تعین ہے اس بات کا کہ اس بندے نے خلوص نیت کے ساتھ اللہ
کے ساتھ کیا کام کیا اللہ کے راستوں میں اس نے کیا خرچ کیا اللہ کے لئے اس نے
کتنی عبادت کیں کتنی ریاضت کی کتنی نما زیں پڑھیں کتنے رو زے رکھے نماز رو
زہ زکوٰ ۃ سب اس میں آجا تے ہیں اور اللہ کے لئے اس نے کیا نہیں کیا اب ایک
بات کی میں اصطلاح کر نا چا ہتا ہوں جو بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اس
رات میں لوگ عبادت کر تے ہیں اور سمجھا یہ جا تا ہے کہ اس رات میں ہی
سب کچھ ہو جا ئے گا حالانکہ وہ تو پو رے سال کا جدید تر ین ہے تو اس سال
کی عبادت کے ساتھ ساتھ آدمی کے اوپر یہ لازم ہے کہ سارے سال اس بات کا
انتظار کر ے اور اس رات کے حساب کتاب کو سمجھے ایسا نہیںکہ سارے سال آپ
آپ بدایمانیاں کر تے رہے سارے سال تو آپ اللہ تعالیٰ کی نا فرما نیاں کر تے رہے
سارے سال آپ نے بد دیانتی کی سارے سال آپ نے فضول خرچیاں کیں اور اس
رات کو آپ عبادت کر لیں اور ایسا نہیں کہ اس رات کی عبادت کا ثواب بھی ملے
گا اس رات کی عبادت کی دعا بھی قبول ہو گی لیکن ہاتھوں میں تبدیلی اسی
صورت میں ہو گی جب پورے ساتھ آپ اس رات کے حساب کا انتظار کر یں اور
اپنے آپ کو تیار کر یں کہ شب برات بھی آنی ہے ہمارا حساب کتاب ہو گا اس
رات میں جتنی بھی دعا ئیں کی جا تی ہیں اللہ تعالیٰ قبول کر تا ہےاس رات میں
جتنی بھی عبادت کی جا تی ہےاس کا اجر بھی بہت ملتا ہے اس لئے کہ جب حسا
ب کتاب ہو تا ہے تو فرشتے اس بات کو دیکھتے ہیں کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی
طرف سے ہو رہے ہیعبادت کر رہے ہیں درود شریف پڑھ رہے ہیں لیلتہ القدر

پڑھ رہے ہیں سورہ کوثر پڑھ رہے ہیں سورہ فا تحہ پڑھ رہے ہیںلیکن یہ جو
ہمارا ایک طریقہ کاربڑی رات ہے بس ساری رات جا گ لئیاب سارے سال کچھ
بھی کر تے رہے نہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے یہ ایسی بات ہے سارے سال آپ
بینک سے پیسے نکالواتے رہیں اور سال کے جو آخری مکمل کو ن ساہو تا ہے اس
دن آپ یہ سمجھیں جی ہمرا بھی بھر جا ئے گا بھئی کیسے بھر جا ئے گا وہ تو
بھئی جتنا نکا لو گے جتنا جمع کرو گے وہ ذلیل ہو تا رہے گا تو اس بات کا ضرور
خیال رکھنا کہ اس رات کی جو بر کت اور فضلیت ہے اس رات میں جو آپ
عبادت کر یںاس رات میں جو آپ اللہ کو یاد کر یں وسائل کی تقسیم کی رات
میں اللہ تعالیٰ سے آپ کا جتنا بھی رجوع ہو گا ظاہرہے آپ کو تر قی ہو گی
لیکن اگر آپ نے اس رات کے بعدمثلاً ایک دن پر گڑ بڑ شروع کر دی تو وہ بینک
جس میں آپ کا اکانٹ کھلا ہوا ہے بند ہو جا ئے گا میرا خیال ہے کا فی ہے ۔
اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd 125

Track 2

Time 39:41

انسان کس طرح خوش رہے سکتا ہے ؟

ایک کی بات میں بار بار دوہراتا رہتا ہوںبار بار دوہراتا ہتا ہوںایک ہی موضو پر
آپ حضرات سے گفتگو ہو تی رہتی ہے اور جب میں کہنا چاہتا ہوںتو ذہن میں
یہ بات آتی ہے میرے ذہن میں آتا ہے اور یہ بھی خیال آتاہے کہ یہ بات تو میں
لکھ چکاہوں بیس سال کے طویل عرصے میں روحانیت کواللہ کی دی ہو ئی تو
فیق کے ساتھ میں نے ہر ہر طریقہ پر بیان کیا جتنا کچھ وسیلہ آپ کے پاس اللہ
کی طرف سے مو جو دہے کہ زندگی کا کو ئی بھی شعبہ ہوآپ اگر حضور قلندربا
بااولیا ء کی تعلیمات کی رو شنی میں تلاش کر یں تو آپ کو پو را پو را علم وہاں
سے منتقل ہو سکتا ہے لیکن جب تک آدمی دنیا میں موجود ہے جیسے جیسے آدمی
کی تجربائی عمر بڑھتی ہے اسی مناسبت سے مطا لقین کی دو ستوں کی شاگر
دوں کی تو قعات بڑھتی رہتی ہے اور وہ یہ سوچتے ہیں کچھ اور معلوم ہو جا
ئے کچھ اور معلوم ہوجائے کچھ اور معلوم ہو جا ئے بر حال یہ بات آپ کے سامنے
ہے کہ تیس سال کے عرصے میں کون سا ایسا شعبہ بڑ ھ سکتا ہے کہ جس کے
بارے میں آپ کو معلومات ہو گی آج میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ انسان ہمیشہ
اس بات کی تلاش میں رہتا ہے کہ وہ خوش رہے اس کی زندگی اس طرح گزرے

کہ اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوکسی بھی انسان کی آپ زندگی کے بارے
میں بات کر یں گے ہر شخص یہی کہے گا کہ میں خوش رہنا چا ہتا ہوں
ہردوسرا آدمی یہ کہتا ہے کہ میں خوش رہا کروں یہ دنیا کچھ دنوں کی ہے
اسے چھوڑ کے چلے جا نا ہے حقائق و شبہا ئی بھی یہی ہے آدمی یہاں کچھ بھی
کرلے کو ئی چیز ساتھ نہیں جا تی جب پیدا ہو تا ہے تو بغیرکپڑوں سے پیدا ہو تا
ہے اور جب مر تا ہے تو پیدا ئش کے بعد جولباس بچے کو پہنایا جا تا ہے وہ بھی
مانگے تا نگے کا ہو تا ہے ماں باپ نے کپڑے پہنا دئیے رشتے داروں نے کپڑے پہنا دئیے
اسی صورت سے جب آدمی مر تا ہے تو اس کے جسم پر موجود جو لبا س ہو تا
ہیتو رشتے دار اتنے کٹھور ہو جا تے ہیں کہ اسے بھی ساتھ لیجا نے نہیں دیتے اور
وہ لباس نہیں اتارتا تو اسے کنچی سے کاٹ کر اس کے جسم سے الگ کر دیتے ہیں
تو زندگی کا کل فلسفہ یہ ہوا کہ آدمی جب پیدا ہو تا ہے تو وہ اپنے ساتھ کچھ
بھی نہیں لا تا اور جب مر تا ہے تو کچھ بھی نہیںلیجا تا انتہا ء یہ ہے کہ ننگا پیدا
ہو تا ہے ننگا چلا جاتا ہے تو اس زندگی میں اس کا کو ئی اپنا اختیار ہی نہیں ہے
وہ یہ سمجھتا ہے کہ اختیار ہی میرا ہے اور کسی کا اختیار ہی نہیں ہے حالانکہ
جب اختیار کی بات آتی ہے اگر غور کیا جا ئے تو اختیار ہے ہی نہیں اب سوال یہ
ہے کہ جب انسان کا کو ئی اختیار ہی نہیں یہ کہنا کہ تم خوش رہا کرواور یہ
کہنا کہ تم نہ خوش نہ رہا کرو یہ غیر حقیقی اور غیر فطری بات ہے اب آدمی
کہتا تو یہ ہے خوش رہا کرو مجھے خوش رہنا چا ہئے لیکن امر واقع یہ ہے کہ
کو ئی آدمی نہ خوش رہتا ہے اور حضور قلندر بابااولیا ء کے فرمان کے مطابق
انسان واقف ہی نہیں ہے کہ یہ خوشی کیا ہے ؟اب کہے کہ خوش رہا کرو تو
کہے کا غم کر نا ہے دو آدمی کہے رہے ہیں میں خوش رہا کرو تو سب سے بڑا
غمگین اور کیادو سری بات جو غورو فکر کی ہمارے سامنے آتی ہے اس دنیا میں
کو ئی بھی عمل ایسا نہیں ہے جو ایک رخ پر قائم ہو کسی رخ کی تکمیل ہی
جب ہو تی ہے جب اس کے ساتھ دو رخ ملے ہو ئے ہو ں اب یہ کہے رہا ہے کہ
خوش رہا کرو تو آدمی تو خوش رہے ہی نہیں سکتا اس لئے کہ اگر آدمی خوش
رہے گا تو نہ خوشی کہاں جا ئے گی نا خوش رہے گا تو خوش رہے گااور خوش
رہے گا تو نا خوش بھی ہو گا تو یہ سب الفا ظوں کا چکر ہے جہاں آدمی نہ
خوش رہنے سے واقف ہیں اور نہ ہی غمگین رہنے سے واقف ہے ایک زندگی ہے
اور اس زندگی میں اس نے زندگی کے بارے میں ایک توقعات قائم کی ہے وہ
توقعات پو ری ہو تی ہے تو وہ اپنے اندر ایک قسم کا ہکا پن محسوس کر تا ہے
تو اس کو وہ خوشیانہ کہتے ہے تو قعات پو ری نہیں ہو تی وہ اپنے اندر
جنجھناٹ محسوس کر تا ہے اس کا نام اس نے غم اور فکر رکھ دیا ہے اب یہ کیا
فلسفہ ہوا کہ بھئی خوش رہو اب خوش رہو کیسے خوش رہو اب یہ ہمارے
سامنے مسئلہ ہے خوش اگر رہے سکتے ہیں تو کس بنیا دپر رہے سکتے ہیں اور
کیا ہم خوش رہے سکتے ہیں ؟تو قانون کے مطابق کوئی آدمی یہاں خوش رہے
ہی نہیں سکتا اسلئے خوشی اور غم دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں غم کے بغیر

خوشی کی تکمیل نہیں ہو تی اور خوشی کے بغیر غم کی تکمیل نہیں ہو تی حضور
قلندر بابا اولیا ء سے میں نے جب سوال کیا کہ صاحب آدمی خوش کیسے رہے تو
انہوں نے فرمایا کہ خوش رہنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ توقعات کی وابستگی
انسان کے اندر سے نکل جا ئے اب توقعات کی وابستگی انسان کے اندر سے کیسے
نکل سکتی ہے توقع تو کھا نا، پینا بھی ہے توقع تو تو سو نا بھی ہے توقع تو لباس
پہنا بھی ہے توقع تو یہ بھی ہے یہ میرا بڑا بھا ئی ہے یہ میرا چھوٹا بھا ئی ہے
چھوٹا بھائی کیا چا ہتا ہے بڑا بھا ئی شفقت کے ساتھ پیش آئے بڑا بھا ئی یہ چاہتا
ہے کہ چھوٹا بھا ئی احترام کے ساتھ پیش آئے تو توقعات کا یہ جال ہے اس آدمی
کیسے نکل سکتا ہے انہوں نے فرما یا انسان کی زندگی میں توقعات قائم کر نا یا
نہ کر نا دونوں شامل ہیں اور انسان دونوں تجر بات سے گزارتا ہے مثلاً ہر
انسان ایک بچپن کے دور سے گزرتا ہے دس سال ،گیا رہ سال ،بارہ سال یا اس
سے بھی کم عمر پانچ سال، چھ سال، چھ مہینے سال بھر یہ ایسی زندگی ہے اس
میں توقعات کی وابستگی ہو جا تی ہے مثلاً کوئی چھو ٹا بچہ آپ اس کو کپڑے
پہنا دیں تب وہ خوش ہے کپڑے نہ پہنا ئیں تب وہ خوش ہے بلکہ ہو تا یہ ہے کہ
ماں باپ کپڑے پہنا تے ہیں بچے نکال نکال کے اتار اتار کے اس کو رکھ دیتے ہیں تو
انسان کی جو ابتدا ئی زندگی ہے اگر اس میںاگر غور کیا جا ئے تو توقع نام کی کو
ئی چیز ہمیں نہیں ملتی لیکن اس زندگی میں جس زندگی میں توقعات کا عمل
داخل نہیں ہے انسان خوش رہتا ہے اب دیکھئے نہ بچوں کے مقابلے میں بڑوں کو
اگر آپ دیکھیں تو بچے ہمیشہ خوش رہتے ہیں اب جب ہم بڑے ہو تے ہیں اور
اپنے بارے میں خود توقعات قائم کر لیتے ہیں کہ ہمیں ایسا ہو نا چا ہئے، ہمیں
ویسا ہو نا چا ہئے، ہمیں ایسا لباس پہنا چا ہئے ،ہمارے پاس ایسی گاڑی ہو نی
چا ہئے، ہمارے پاس ایسا کہ اپنی ذات سے بھی توقعات قائم کرنا ایک توقع تو یہ
ہے میں آپ سے توقع قائم کر وں آپ مجھ سے توقع قائم کر یں ایک توقع یہ ہے
کہ ہر آدمی اپنی ذات سے تو قعات قائم کرکے اپنے آپ کو محدود کر لے جتنا زیادہ
کو ئی آدمی توقعات قائم کر ے گا اسی منا سبت سے اس کے اندر محدودیت پیدا
ہو جا ئے گی اور جتنا آدمی تو قعات سے آزاد ہو گااسی منا سبت سے اس کا ذہن
بھی آزاد ہو جا ئے گا اوروہ محدودیت سے نکل کر لا محدودیت میں چلا جا ئے گا
جب ہم یہ کہتے ہیںکہ ہمارے دوستوں ہمارے ساتھ یہ کر نا چا ہئے یا ہمارے
متعلقین کو ہمارے ساتھ نہا یت آدب و احترام کے ساتھ پیش آنا چا ہئے اس کو
اس طرح بھی کہا جا سکتا ہے کہ آدمی اقتدار کی خواہش کر تا ہو تو اقتدار کی
خواہش بظا ہر خود اس طرف اشا رہ ہے کہ آدمی محدو دیت کے دا ئرے میں
داخل ہو جا تا ہے یعنی اس نے اپنے ذات کو سامنے رکھ کر ایک ایسا طریقہ عمل
اختیار کر لیا ہے کہ جس طریقے عمل میں وہ اپنی ذات میں اپنی انا میں اتنا منوز
ہو گیا کہ اب وہ ذات کے علاوہ کو ئی نہیں ذات کے علاوہ جب وہ سو چتا نہیں
ہے ذات کے علاوہ سوچتا نہیںتواس کا مطلبہے کہ اسکے اندر محدو دیت ہے جتنی
زیادہ کسی آدمی کے اندر محدو دیت آتی چلی جا ئے گی اسی منا سبت سے جس

کیفیت کے نام خوشی ہے وہ اس کیفیت سے دو ر ہو تا چلے جا ئے گا۔ مثلاً ایک
آدمی کے اندر اقتدار کی خواہش ہے وہ گھر میں اس کا اقتدار ہو ،د وستوں میں
اقتدار ہو، فیکٹری میں اقتدار ہو ،کا رو بار میں اقتدار ہو جب اس کی اقتدار کی
خواہش پو ری نہیں ہو گی تو ظاہر ہے اس کو رنج ہو گا اس کو تکلیف ہو گی
وہ پر یشان ہو گا اور اس پر یشانی کا نام ہی غم ہے لیکن انسان آزادنہ طور
پرسوچے گا تو کیونکہ آزادی ایک لا محدود چیز ہے اس لئے اس کے اندر خوشی کی
کیفیت ہے اب بات یہ بنی رو حانی قانون یہ بنا کہ اگر کو ئی آدمی تو قع قائم کر
تا ہے دوستو ں سے رشتے دا روں سے یا اپنی ذات سے تو وہ کبھی خوش نہیں
رہے سکتا اور اگر کو ئی آدمی تو قعات سے آزاد ہے تو ہمیشہ خوش رہے گا اب
صورت حال یہ ہے کہ توقعات قائم کر نا ضروری ہے یا ضروری نہیں ہے یہ بات
بھی غور طلب ہے انسان زندگی کے بارے میںکیا توقع قائم کر تا ہے ؟مثلاً وسائل
کا اصول کہ میرے پاس بہت سارے وسائل ہوں ،تو بہت سارے وسائل کہاں سے
ہو ں وسائل تو پہلے سے موجود ہیں اگر آدمی یہ کہتا ہے کہ میرے پاس بہت
سارے وسائل موجود ہو تو موجودتو جب ہوں جب وسائل موجود نہ ہوںوسائل تو
اس کی پیدا ئش سے پہلے سے موجود ہیںاب آدمی یہ کہتا ہے میرا اقتدار قائم
ہو جا ئے تو اقتدار تو پہلے سے یہاں موجود ہے تو جو چیز واقف مقدا رمیں یہاں
موجود ہے لا محدود مقدار میں یہاں موجود ہے اس کو انسان جب اپنی ذات سے
وابستہ کر تا ہے تووہ چیزیںلا محدود سے محدود بن جا تی ہیں اور لا محدود
چیزوں سے جب انسان کا ذہن دور ہو تا ہے تو انسان محدود ہو جا تا ہے آپ
اپنی زندگی کا مطا لعہ کر یں زندگی سے متعلق جتنی بھی ضروریات ہیںوہ سب
پہلے سے موجود ہیں اور بنیادی ضروریات پو رے کرنے میں آپ کو سرے سے کو ئی
کام ہی نہیں کرنا مثلاً اب آپ کی بنیادی ضرورت ہے ہوا اب بتا ئیں ہوا کے لئے
آپ کوہوا کو حاصل کر نے کے لئے آپ کو کیا کام کر پڑا بنیادی ضرورت ہے پانی پا
نی کے اصول کے لئے آپ کوکیا کر نا پڑا پانی تو پہلے سے موجو دہے بنیاد ی ضرو
رت ہے سر دی گر می سے بچنے کے لئے مکان اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی زمین
فراہم کر دی اسی صورت سے آپ جتنا بھی غو رو فکر کر یں زندگی گزارنے کے
لئے جتنی بھی چیزوں کی ضرورت ہے وہ آپ کی پیدا ئش سے پہلے موجود ہیںاور
جب آپ مر جا ئیںگے جب بھی موجود رہے گی تو جو چیزیں آپ کی پیدا ئش سے
پہلے بھی موجود ہیںاور جو چیزیں آپ کے مر نے کے بعد بھی موجود ہیں ان کے لئے
تجسس کر نا ان کے لئے فکر کر نا ان کے لئے پر یشان ہو نا یہ درا صل محدودیت
ہے یہ درا صل بے عقلی ہے نا دانی ہے ظلم ہے اور جہل ہے جو چیزیں اللہ تعالیٰ
نے اس طرح فرا ہم کر دی ہیںآپ چاہئیں یا نہ چا ہئیں وہ چیزیں آپ کو ملتی
رہیںگی اب مثلاً اللہ تعالیٰ نے زمین نے بنا تے، گہیوں کادانہ نے بنا تے، چا ول کا
بیج پیدا نہ کر تے چا ول کو پکا نے کے لئے اللہ تعالیٰ دھوپ نہ نکالتے تو کیا آپ کی
غذائی ضروریات پو ری ہو سکتی تھیں اللہ تعالیٰ جا نور نہ بنا تے اللہ تعالیٰ فرما
تے ہیں وہ اللہ جو تمہیں گو بر کے بیج میں سے دودھ نکال کرپلا رہا ہے قرآن

پاک کی آیت ہے وہ اللہ جو تمہیں گو بر کے بیچ میں سے دودھ نکاکر دے رہا ہے
گا ئے بھینسوں کادودھ اب ایسی صورت سے آپ زندگی کا مطا لعہ کر تے چلے جا
ئیں آپ کے اندر کی مشین بھی ہے تو آپ دیکھ لیں اس مشین کو چلا نے میںآپ کیا
کام کر تے ہیں بھئی اقتدار کی خواہش آپ کو ہے کب ہے جب آپ کے اندر یہ
مشین نہیں چلتی آپ کے اندر آنتیں بھی چل رہی ہیں گر دے بھی چل رہے ہیں
آپ کادماغ بھی چل رہا ہے ہر چیزحرکت میں ہے اب ہم آنکھ سے دیکھ رہے
ہیں آنکھ بھی حرکت میں ہے، ڈیلے بھی حرکت میں ہیں ،پلک بھی جھپک رہی ہے
با ہرسے عکس بھی جا رہا ہے اندر وہ محفوظ بھی ہو رہاہے اب اس عکس کے
بارے میں ہمارا دماغ جو ہے چل بھی رہا ہے اطلاعات بھی فراہم کر رہا ہے۔
ہمارے ا ندر بصیرت بھی پیدا ہو رہی ہے ہمارے اندر عقل بھی پیدا ہو رہی ہے
ان آنکھ ہی نہ ہو؟ آنکھ کے سامنے کا ئناتی بظاہر ہی نہ ہو ؟توآدمی نہ دیکھ
سکتا ہے نہ کسی چیز کے بارے میںتذکرہ کر سکتا ہے تو وہ ضد کر نے کی بات ہے
کہ انسان پیدا ہو نے سے پہلے یہاں ہر چیز موجود اللہ نے کر دی ہے اس لئے کہ
انسان کو زندہ رہنے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہے اور جب انسان مر جاتا ہے
کیوں کہ انسان کا آنا محکوف نہیں ہو اور قافلہ جو عالم ارواح سے چلا اسے بھی
ابھی ا سے ابھی اس منزل سے گزرنا ہے اس لئے یہاں ہر چیز موجود ہے تو جو
چیز یہاں موجود ہے پیدا ئش سے پہلے موجود ہے مر نے کے بعد موجو دہے اب ان
چیزوں کے بارے میں توقعات قائم کر نا سوائے جہا لت کے اور کچھ نہیں ہے تو
انسان اس وقت نا خوش ہو تا ہے جب اپنے لئے پیدا شدہ وسائل میں اپنی اس
اتنی زیادہ کر لیتا ہے کہ جو ذہن اور دماغ اس میں موجود ہو تا ہے جب تک
انسان کے دماغ میں وسائل کی قدو قیمت اس حد تک ہو تی ہے جیسے استعمال
کر لیتا ہے تب آدمی خوش ہو تا ہے اب انسان ان وسائل کی قیمت کتنی لگالیتا
ہے تو اس کی اپنی قیمت کم ہو جا تی ہے لیکن پھر قانون یہ ہے کہ اگر آپ
خوش ہو نگے تو نا خوش ضرور ہو نگے اس لئے کہ دو رخوں کے بغیر یہ زندگی
ادھوری ہے اب ایک صورت یہ ہے کہ انسان خوشی اور نا خوشی کے چکر سے
کیسے نکلے نا خوش ہو ناغمگین ہو اب ایسی صورت میں جب انسان خوشی اور
نا خوشی سے نکل جا ئے گا تو ظا ہر ہے اس کے اوپر ایک اور اب اللہ تعالیٰ نے
فرمایا اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور خوش ہو کر کھا ئو پئو اب
خوش ہو کر کھا ئو پئو اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت جہاں خوشی ہو گی وہاں
غم بھی ہو گا وہ آپ نے دیکھا ایک وقت ایسا آیا کہ آدم کے اندر سے خوشی نکل
گئی اور پر یشانی اس کے اوپر مسلط ہو گئی اور اسے جنت چھوڑ نی پڑی تو اس
کا مطلب یہ ہوا کہ جنت کا مقام ہے وہ بھی کو ئی ایسا خاص مقام نہیں ہے
جس کو ہم اس دنیاسے الگ کر سکیں اگر یہاں خوشی ہے اور یہاں پر یشانی
ہے تو جنت میں بھی خوشی ہے جنت میں بھی پر یشانی ہے اس دنیا میں اور
جنت میں کیا فرق ہے ؟اب آدمی یہاں بھی غمگین رہتا ہے یہاں بھی خوش رہتا
ہے جنت میں بھی آدم اور حوا بڑے خوش خوش رہے بڑے کھا نے وانے کھا ئے انہوں

نے لیکن جب نا خوشی ہو ئی تو وجنت سے نکل گئے لیکن جنت سے وسائل آدم کے
لئے اور حوا کے لئے پیدا کئے گئے تھیوہ نا خوشی کی بنیاد پر چھین لئے اب قانون یہ
بنا کہ اگر کو ئی آدمی نا خوش ہو گا تو وسائل اس سے دور ہو چکے ہو نگے اور
وہ وسائل کا محتا ج ہو جا ئے گا اور اگر آدمی اگر خوش رہے گاتو وسائل اس کے
قریب آجا ئیں گے اور وسائل اس کے محتاج بن کر آگے اس کے ہا تھ باند ھ کر
کھڑے ہو جا ئیں گے۔ ذلت کا جو عمل ہے انسان جب تک خوش رہا جنت میں رہا
اور جب انسان نا خوش ہو اذلت کے وسائل اسے ملے تو یہی دنیا دا ری ہے تو کیا
فرق ہوااگر ہم یہاں سے مر گئے جنت میں چلے گئے تو خوشی اور نہ خوشی تو
جنت میںبھی موجود ہے خوشی نہ خوشی ہو تی ہے اب بھئی جنت میں جا ئو گے
تو وہ تو دنیا دا ری کا حساب یہی ہے کہ بھئی جیسے یہاں خوشی ہے وہا ں بھی
خوشی ہے اب وہاں نہ خوش ہے تو یہاں بھی خوش نہیں اب یہاںنہ خو ش ہو تا
ہے آدمی یہاں بھی مر جا تا ہے وہاں نہ خوش ہو اوہاں بھی مر گیا اس دنیا میں
مر گیا اس د نیا میں آگیا اب رو حانی جو لوگ ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ کہے کی
خوشی کہے کا غمگین دونوں کیفیات سے گزارتا جب آپ خوشی نہ خوشی دونوں
کیفیات سے گزر جا ئیں گے آپ کے اوپر اسپیس پیدا ہو گی جس کو طلوع کہا جا
تا ہے طلوع والے بندے کے اندر اگر کوئی چیز ہو تی ہے تو وہ صرف یہ ہو تی ہے
میرا دو ست میرا محبوب اللہ ہے وہ جہاں بھی اللہ نے چا ہا اسے سولا دیا وہ
اللہ کو جنت میں محدود نہیں کر تا وہ اللہ کو دنیا میں محدود نہیں کرتا وہ اللہ
کو کسی عرش میں کسی کر سی میں بیت المعمور میں کسی آسمانوں میں
محدود نہیں کرتا جہاں کسی مقام کا تعین ہو جا تا ہے جس مقام کا نام رکھ دیا
جا ئے گا وہ بجا ئے خوشی کے کچھ نہیں ہے اب آپ کہتے ہیںاللہ عرش پر بیٹھا ہو
اہے عرش کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اللہ کی صفات کو محدودیت کے دا ئرے
میاپنی شعوری اطلا عات سے بیان کیا اور جہاں محدودیت ہو گی محدو دیت تو
ہو گی لیکن لا محدو ویت کا جو بہت بڑا پھیلا ئو ہے انسان اس کے اندر دا خل ہے
اب ہمارے سامنے یہ صورت آئی ہمیں یہ دیکھنا چا ہئے کہ جب ہم پیدا ہو تے
ہیں کہ جن چیزوں سے ہم خوش یا نہ خوش ہو تے ہیں وہ پہلے سے موجود ہے
یعنی اللہ نے پہلے سے ہی انتظام کر دیا ہےہر چیز کاانتظام اب گھر میں آپ کے
ہر چیز موجود ہے اب آپ پر یشان ہو رہے ہیکل کیا ہو گا اب آپ یہ دیکھیں
ایک آدمی کلکیا ہو گا کل کے لئے کچھ پیسے بچا لو تو اس قدر نا دانی کی بات ہے
کہ ساٹھ سال کا آدمی اگلے اکسٹھویں سال میں دا خل ہو نے کے لئے پر یشان ہے
لیکن وہ کبھی بھی نہیں سو چتا کہ ساٹھ سال سے میری کو ئی ضرورت نہیں رو
کی میں کو ئی بھوکانہیں رہا ننگا نہیں رہا کو ئی ایک سال ایک سے دو ہوا دو
سے آٹھ ہو ئے نو ہو ئے بچے ہو ئے بچوں کی شادیاں کیںبچوں کے بچے ہو ئے ان
کی ساری تقریبات کیں وہ آٹھ سال کا جو ماضی ہے وہ اس کے ذہن سے نکل جا
تا ہے اور اگلے اکسٹھ سال کے لئے فکر کر تا ہے تو اس کا مطلب کیا ہوا اس کا
مطلب یہ ہوا اس کے ذہن میں محدودیت کے علاوہ کچھ نہیں ہے اب ساٹھ سال

کا جو آدمی ہے وہ کبھی اپنے ما ضی پر غور ہی نہیں کر تاکہ میںکس طرح پیدا
ہوا کس طرح میری پروارش ہو ئی کیسے کیسے حالا ت سے میں گزرا اس طرح
میری شادی ہو ئی اس طرح میرے بچے ہو ئے میرے بچوں کے بچے ہو ئے پہلے جب
میں پیدا ہوا تو میرے پاس جھونپڑی نہیں تھی او ر جب میں ساٹھ سال کا ہوا تو
میرے پانچ بچے ہیں پانچوں بچوں کے الگ الگ گھر ہیں ،پا نچوں بچوں کے الگ الگ
کا رو بار ہیں پا نچوں بچوں کے پاس الگ الگ زندگی گزارنے کی تمام سہولتیں
موجود ہیں وہ کیوںکیوں نہیں یاد؟ اس لئے نہیں یا د کہ وہ اپنی ذات کے دا ئرے
میں بندھا ہوا ہے ایک آدمی بن کرو ایک آدمی وقت معین کے بارے میں مستقبل
کے بارے میںاگر ہم اپنے ماضی کو یاد کر یں اگر ہم اپنے ما ضی کا تجزیہ کر یں
زندگی کا محاسبہ کر یں ظاہر ہے ہمارے ذہن میں یہ بات آئے گی وہ اللہ جس
نے ساٹھ سال تک کھلا یا پلا یا ہے سارے سال ہماری کیفالت کی ہے اب ایک سال
یا دو سال کے لئے یا پا نچ سال ہمیں بھو کا کیسے مار سکتا ہے ایک تو یہ ہے کہ
اگر کو ئی آدمی اپنی ماضی کو یا درکھے وہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور جو آدمی
مستقبل کے بارے میں سوچتے ہیں وہ ہمیشہ نہ خوش رہتے ہیںاور وجہ یہ ہے
کہ روحانیت میں مستقبل تو نہیں ہے روحانیت میں مستقبل کا وجود نہیں ہے ہ
جس چیز کا وجود ہی نہیں ہے آپ اس کے اندر داخل ہو نگے توظاہرہے پریشانی
کے علاوہ وہاں کچھ نہیں رو حانی نقطہ نظر سے یہ ساری کا ئنات ساری زندگی
انسان کی ہو پیجاروں کی ہو،سورج ہو،چا ند ہو درخت ہوں کسی کی بھی
زندگی ماضی کے علاوہ جب اللہ تعالیٰ نے کن کہا کب کہا کن ؟توحقیقت یہ ہے
کہ ہماری جوپٹی ہے ہمارا جو را ستہ ہے وہ را ستہ ماضی ہے ماضی کے علاوہ
کچھ نہیں حال بھی یہاں کچھ نہیں ہےہ مستقبل کایہاں وجود ہی نہیں ہے جو
کچھ ہے س ماضی ہے اب آپ مثال کے طور پر کو ئی آدمی یہاں ساٹھ سال بھی
جی سکتا ہے کو ئی تیس سال کا کو ئی بیس سال کا کو ئی پچاس سال کا کو ئی
چا لیس سال کا آپ کیا ہیں؟ حال ہے؟ مستقبل ہیں یا ماضی ہیں؟تو جو بندے
اپنے ماضی کے اوپر نظر رکھتا ہے وہ حال اور مستقبل کو دیکھ کر نظر رکھتا
ہے ہجب حال اور مستقبل سے نکل گیا تو اب یہ اندیشے ہی ختم ہو جا ئے گا کہ
کل کیا ہو گا ؟جب یہ اندیشہ ہی ختم ہو گیا کہ کل کیا ہو گا تو خوش ہو گا نا
خوشی جو ہے وہ اس بات کی ہے کہ کل کیا ہو گا؟ کل کیا ہو گا ؟کل ہے ہی
نہیں ہو گا کہاں سے ہر کل ماضی ہے اب آپ اگلی کل کو کیوں دیکھتے ہیں
پچھلی کل کوکیوں نہیںدیکھتے ایک تو یہ ہے کہ ہے کہ ہر انسان کو مستقبل کے
اندیشے کی وجہ ہو جا ئے گی اور مستقبل کو محفوظ کر نے کے لئے وہ دو سری
توقعات قائم کر ے گاہنہ وہ کسی سے توقع قائم کر ے نہ وہ کسی اندیشوں میں
مبتلا ہوگا کہ کل میں بھوکا مر جا ئوں گا بھئی کل تو بھو کا جب مر و گے جب کل
آئے گی یہ تو ایک دھو کا ہےہ اب روز سورج نکل آتا ہے کہتے ہیں جی نیا سورج
نکلا بھئی کیا نیا نکلا وہی زمین ہے وہی درخت ہیں وہی زمین ہے ہر چیز وہی
ہے اور اس کا نام کل رکھا ہوا ہے یہ دھو کا ہے تو ایک بات میں آپ سے یہ

عرض کر رہا تھا کہ میں آپ کو خوش رہنا ہے اور اس کا تکبر ہی یہ ہے کہ آپ
مستقبل کے بارے میں کبھی نہیں سوچیں ۔مستقبل کے بارے میں سوچنے کا مطلب
یہ نہیں ہے کہ آپ ماضی کو یاد ہی کرتے رہیں کام ہی نہ کر یں یعنی مستقبل
کے اندیشوں میں مبتلا نہ ہو جب آپ کا ماضی اچھا ہے پچاس سال تک اگر کو ئی
آدمی جیا تو آئندہ دسویں سال تک جئے گا نہ بھئی ...تو پچاس سال کی زندگی
آپ گزار کر آئیں ہیں آپ اس کو یاد کر کے خوش کیوں نہیں ہوتے آئندہ جودس
سال پتہ نہیں وہ آئیں بھی یا نہ آئیں یہ بھی نہیںپتا پچاس سال تو آپ گزار چکے
ہیں لیکن آئندہ دس سال ہو سکتا ہے دو سال زندہ رہیں ہو سکتا ہے پا نچ سال
زندہ رہیں ہو سکتا ہے دس سال گزاریں لیکن یہ بہ یقینی ہے جو ماضی آپ
گزار چکے ہیں وہ تو آپ کا سارا کا سارا تو رو حانیت میں مستقبل نہیںہو تا اگر
آپ کو خوش رہنا ہے تو آپ کو یہ عمل اختیار کر نا پڑے گا کہ ماضی میں جو اللہ
تعالیٰ نے آپ کے اوپر عنایات کئے ہیں ان عنایا ت کو یاد کر و جب بھی مستقبل کا
اندیشہ ہو فو راً اپنا ذہن ما ضی کی طر ف لیجا ئو آپ کے اندر سے اندیشے
وسوسے اور خوف ناک جو سائے بنا لئے ہیں وہ نکل جا ئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان
کی حفاظت کر ے گا اور اگر آپ کو فی لواقع اس سے جو رو حانی خوشی کانام
ہے رو حانی خوشی آپ حاصل کر تے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ خوشی
اورغم دونوں سے آپ آزاد ہے اب آپ رو زانہ رو ٹی کھا تے ہیں اس کے لئے کیا
خوشی کی بات ہے سب ہی رو ٹی کھا تے ہیکتا بھی رو ٹی کھا تا ہے، بلی بھی
رو ٹی کھاتی ہے درخت بھی کھا تے ہیں اب آپ سو تے ہیں تو سب ہی سو تے
ہیں آپ جا گتے ہیں ہر مخلوق جا گتی ہے آپ کو ئی بھی کام کر تے ہیں تو آپ
کے بھا ئی انسان طرح طرح کے کام کر تے ہیں لیکن ان کا موں کا فا ئدہ یہ ہے
کہ آپ کی زندگی میں آسانیاں ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے جب آسانیاں آپ
کو فراہم ہو گئیں بات ختم ہو گی اب آپ آگے گزر جا ئیے اور رو حانی نقطہ نظر
سے یہ ہے کہ آدمی کواللہ تعالیٰ نے جس طرح پیدا کیا ہے اور جس طرح انسان
کو بڑا کیا ہے اور جس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا سے دوسری دنیا میں
واپس لیجا تا ہے اس چیز پر غور کیا جا ئے اور جس اس پر غور کیا جا ئیگا بار بار
آپ احتجاج کر یں گے تو اس سے آپ کے اندر ایک یقین کا پیڑن بنے گا اب انسان
کچھ بھی نہیں ہے جو کچھ اب اللہ کے یہاں خوشی نہیں ہو تی اللہ کو آپ
دیکھیں اللہ خوش ہو تا ہے تو اس کا مطلب ہے اللہ کے قانون کے مطا بق نا
اعوذبا اللہ اللہ خوش بھی ہو تا ہے یہ قانون اللہ کا بنا یا ہوا ہے نہ ادھر خوشی
ہو گی تو نہ خوشی ضرور ہو گی اب یہ نہیں اللہ بڑا خوش ہو تا ہے اللہ کے
قانون کے مطا بق اللہ میاں نا خوش بھی ہو تے ہونگے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ
اللہ نے خوش ہو تا ہے تو تو اس کا مطلب ہے کہ جس کیفیت میں اللہ رہتا ہے
وہ خوشی اور نا خوشی سے محفوظ ہے جب کو ئی انسان خوشی اور نا خوشی
سے گزر کر اپنے آپ کو درو بست اللہ کے سپر د کر دیتا ہے تو وہ خوشی اور نا
خوشی دو نوں سے آزاد ہو جا تا ہے اور اس کے اوپر ایک نور کی کیفیت ہو تی

ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تو فیق عطا کرے کہ ہم اپنی زندگی کو با ر بار، بار بار
اپنی زندگی کا مطا لعہ کر یں اور اپنے ما ضی پر نظر ڈالیں جتنا آپ ما ضی کے
اندر جا ئیں گے اتنا ہی آپ خوشی اور نا خوشی دونوں سے آزاد ہو جا ئیں گے اور
جتنا آپ مستقبل کے اندیشوں میں مبتلارہے گے آپ کے اوپرکبھی خوشی مسلط
ہو جا ئے گی کبھی نا خوشی مسلط ہو جا ئے گیاور خوشی اور نا خوشی جو ہے
دونوں جو ہیں وہ غیر مسلط ہیں ہاانشا اللہ پھر ملا قات ہو گی اللہ حافظ ۔
ختتامہ